(۳۸)

کس وقت پہ سکینہؑ کو تم آئے ہو نظر
جس وقت شمر آن کے بیٹھا تھا سینے پر
اور تیغ پھیرتا تھا گلے پر وہ بد گہر
بعد آپ کے حرم پہ جفا کی زیادہ تر
وہ دختر و پسر جو تمہارے عزیز تھے
وہ سب اسیر مثلِ غلام و کنیز تھے

(۳۹)

واحسرتا جو لوگ تھے حلالِ مشکلات
زنجیر اور رسن میں بندھے تھے وہ نیک ذات
اور ہاتھ تھے سبھوں کے بندھے گردنوں کے ساتھ
مشکل کشا کہاں تھے جو کھلواتے ان کے ہاتھ
پانی کی بوند ہاتھ کسی کے نہ آتی تھی
اور دھوپ دوپہر کی رخ ان کے جلاتی تھی

(۴۰)

محزوں ہوئی تمہارے لئے روح مصطفیٰؐ
لے کر سنانی آپ کی روح الامیں گیا
روتا تھا اور یہ قبرِ نبیؐ پر تھا کہہ رہا
یا مصطفیٰؐ شہید نواسا ہوا ترا
مرقد میں مصطفیٰؐ کا بدن تھر تھرا گیا
اس درجہ تم کو روئے کہ غش ان کو آ گیا

(۴۱)

خاموش اے دبیرؔ کہ تابِ بیاں نہیں
یہ مرثیہ ہے شرح کلامِ امامِ دیں
اس کا صلہ کریں گے عطا شاہ مومنیں
باغِ بہشت و کوثر و تسنیم و حورِ عیں
لیل و نہار ہوں میں اسی اشتیاق میں
چل کر پڑھوں یہ مرثیہ شہؑ کے رواق میں

منظوم ترجمہ از قلم میر عشقؔ

مندرجہ ذیل مرثیہ میں زیارتِ مقدسۂ ناحیہ کے فقرات یا ان فقرات کے مفہوم کا ترجمہ کیا گیا ہے کہیں پورے بند میں مقررہ فقرات کا ترجمہ لایا گیا ہے اور کسی جگہ بند کے کسی جزو میں پایا جاتا ہے۔

(۱)

سلام عشقؔ کا تم سب پر اے عزادارو
نصیب مرحمتِ داور اے عزادارو
فغاں سے بزم بنے محشر اے عزادارو
خدا سے عرض کرو دم بھر اے عزادارو
دعائے عشقؔ الٰہی قبول ہوجائے
ظہورِ قائمِ آلِ رسولؐ ہوجائے

(۲)

امامِ منتظر و حجتِ خدا صاحب
خدیو مملکتِ گریہ و بکا صاحب
وصی و وارثِ مہمانِ کربلا صاحب
شریکِ بزمِ عزا صاحبِ عزا صاحب
ہوا ضرور شہِؑ مشرقین کا پرسا
امامِ عصرؑ کو دیں سب حسینؑ کا پرسا

(۳)

رقم زیارتِ پُردرد کے ہیں سب مضموں
یہ ترجمہ ہے کلامِ امامؑ کا موزوں
کلامِ عشقؔ نہ اعجاز ہے نہ ہے افسوں
مگر نہیں ہے تعجب جو گریہ ہو افزوں
سنو یہ مرثیہ گو میرے نام کا ہوگا
اثر ضرور کلامِ امامؑ کا ہوگا

(۴)

جناب مہدیؑ دیں مبتلائے در دو الم
حسینؑ کے ہیں عزادار صاحبِ ماتم
پڑھی ہے جب یہ زیارت عجیب تھا عالم
ہزار مرثیے سو دفترِ مصیبت و غم
سنے جو کوئی یہ روئے کہ دم الٹ جائے
عجب نہیں کہ کلیجہ قلق سے پھٹ جائے

(۵)

نہ شعر کی ہے رعایت نہ واہ سے مطلب
ثواب ہو، نہیں کچھ آرزوئے شہرت اب
حدیث مرثیہ ، حضّار اہلِ علم و ادب
یہ ہیں سحابِ عطا ، مجھ کو موتیوں کی طلب
یہیں کہیں جو بہاتے ہیں اشک روتے ہیں
سوادِ نامۂ اعمالِ عشق دھوتے ہیں

(٦)

کم آج کل ہے توجہ زیادہ فرمانا
ذرا جو طول ہو تو مرثیہ ہے افسانا
بہت عسیر نہ تھا قیدِ نظم میں لانا
انہیں اشارہ ہے کافی ، جو لوگ ہیں دانا
بیان سنتے ہیں مجھ سے فقط حقیقت کے
دلوں میں ہیں فقرات اوّل زیارت کے

(۷)

جہاں میں حضرتِ آدمؑ سے تا رسولؐ انام
نبیؐ سے تا حسنِ مجتبیٰؑ بلند مقام
ہوئے ہیں جتنے پیمبرؑ، وصی، شہید، امام
سبھوں کے ذکر مراتب ، سلام نام بنام
نہیں کچھ، اور ہے سب کچھ خیال فرمائیں
ذرا ملاحظہ اہلِ کمال فرمائیں

(۸)

حسنؑ کے بعد سلامِ خدائے کون ومکاں
حسینؑ پر کہ ہوئے اس کی راہ میں بے جاں
نہ چھوڑی ظاہر وباطن اطاعتِ یزداں
شفا ہمیشہ ہے تربت کے نام پر قرباں
نصیب جاگ اٹھے تحتِ قبّہ سونے کا
عجب محل ہے دعا کے قبول ہونے کا

(۹)

سلام ایزدِ باری کا اس شہِ دیں پر
کہ نو پسر ہوئے جس کے امامِ جن و بشر
سلام اسے جو ہے فرزندِ شافعِ محشر
سلام اس کو جو ہے ابنِ ساقیٔ کوثر
سلام، بارِ شفاعت اٹھانے والے پر
سلام، فاطمہؑ کی محنتوں کے پالے پر

(۱۰)

سلام اسے جو ہے ابنِ خدیجۃ الکبریٰؑ
سلام اس کو جو ہے طفلِ سدرہ و طوبا
سلام اس کو جو ہے ابنِ جنت الماوا
سلام اس کو جو ہے ابنِ زمزم ابنِ صفا
سلام اس کو بدن تھا لہو میں تر جس کا
سلام اس کو لٹا کربلا میں گھر جس کا

(۱۱)

سلامِ حق اسی بیکس کے حق میں زیبا ہے
جہاں میں خامسِ آلِ کسا جو یکتا ہے
سلام اسے جو غریب و وحید و یکتا ہے
سلام اسے جو شہیدوں میں سب سے اعلیٰ ہے
قتیلِ جور و جفا ہے خدا کا پیارا ہے
سلام اس کو جسے فاسقوں نے مارا ہے

(۱۲)

سلام اسے جو رہا کربلا کے صحرا میں
قیام جس نے کیا کربلا کے صحرا میں
کٹا ہے جس کا گلا کربلا کے صحرا میں
مزار جس کا بنا کربلا کے صحرا میں
شفق عیاں ہوئی برسا لہو فلک روئے
سلام اس کو فلک پر جسے ملک روئے

(۱۳)

سلام اس گلِ بے خار پر ہزار ہزار
عطا ہوئی جسے اولادِ طاہر و ابرار
سلام اس کو جو اسلام کا ہوا سردار
سلام باد بجا ہائے حجتِ غفّار
ہمیشہ زندہ ہے نیکوں کا نام نامِ خدا
سلام ائمہ سادات پر سلامِ خدا

(۱۴)

دریدہ تھے جو گریباں سلام ہو ان پر
جو ہونٹ تھے گلِ حرماں سلام ہو ان پر
نفوس تھے جو پریشاں سلام ہو ان پر
بدن پڑے تھے جو عریاں سلام ہو ان پر
ریاضِ دہر میں پژمردہ وہ نہال ہوئے
پڑی جو دھوپ تغیر انہیں کمال ہوئے

(۱۵)

سلام ان کو لہو تھے جو زخموں سے جاری
سلام ان کو جن اعضا میں زخم تھے کاری
وہ پارہ پارہ ہوئے بہرِ ایزدِ باری
لباسِ سبز کے ٹکڑے تھے چھا ہے زنگاری
شرف میں نیرِ اعظم سے بھی دو چند ہوئے
سلام ان کو جو سر نیزوں پر بلند ہوئے

(۱۶)

سلام ان کو جو شہزادیاں ہوئیں مضطر
تڑپ تڑپ کے نکل آئیں خیمہ سے باہر
کھڑی تھیں برہنہ پا بے نقاب برہنہ سر
ستم ہوئے ہیں وہ ان پہ کہ سن سکے نہ بشر
سلام عصمتیانِ سرادقِ غم پر
سلام حجتِ پروردگارِ عالم پر

(۱۷)

سلام آپ پر اے رکنِ دیں حسینؑ امام
سلام آپ کے آبائے طاہریں کو سلام
سلام آپ کے فرزندوں پر جو ہیں گلفام
ہوئے شہید، شہادت کا ان سے چمکا نام
سلام انہیں جو ہیں ذریت آپ کی حضرت
جنھوں نے جان سے کی نصرت آپ کی حضرت

(۱۸)

سلام آپ پر اور ان پر اے شہِ مغموم
فرشتے، روضے میں رہتا تھا روز جن کا ہجوم
انہیں سلامِ خدا جو قتیل ہیں مظلوم
سلام ان کو برادر جو ان کے ہیں مسموم
سلام صورتِ احمدؐ، علیِ اکبرؑ پر
سلامِ خالقِ اکبر علیِ اصغرؑ پر

(۱۹)

سلام ان بدنوں پر پڑے تھے جو عریاں
سلام انہیں جو ہیں خویش وقریب شاہِ زماں
سلام ان کو جو کشتے تھے اور تھا میداں
سلام انہیں وطنوں سے جو دور تھے بیجاں
سلام ان کو جو تھے صاحبِ محن افسوس
جو کربلا میں ہوئے دفن بے کفن افسوس

(۲۰)

سلام ان کو جو سر ہو گئے تنوں سے جدا
سلام اس کو جو کہتا رہا رضاً بقضا
کیا وہ صبر کسی سے کبھی جو ہو نہ سکا
سلام اسے جو مسافر ستم رسیدہ تھا
ہوا تباہ کسی نے مدد نہ کی اس کی
خدا گواہ کسی نے مدد نہ کی اس کی

(۲۱)

سلام اس کو جو تھا خاکِ پاک کا ساکن
سلام اس کو جو سب عاصیوں کا تھا محسن
بلند قبّے کا صاحب ، امام انس و جن
کسے ہوئے یہ مراتب یہ منزلت ممکن
دیا سلام کا تحفہ کفیل نے اس کو
کیا ہے پاک خدائے جلیل نے اس کو

(۲۲)

سلام اس کو جو تھا فخرِ حضرتِ جبریلؑ
سلام اس کو سلاتے تھے جن کو میکائیلؑ
شکستِ عہد میں اعدائے دیں نے کی تعجیل
روا سمجھ گئے حرمت کی ہتک خوار و ذلیل
پڑا رہا تنِ مجروح قبلہ رو جس کا
سلام ہو اسے ناحق بہا لہو جس کا

(۲۳)

سلام اس کو یہ جس نے ستم اٹھایا ہے
لہو سے زخموں کے میت نے غسل پایا ہے
سلام اسے جسے غم بھوک میں کھلایا ہے
پیالہ نیزے کے ہر زخم کو بنایا ہے
نشانِ دعوتِ مہماں عیاں جفا سے تھے
جو پھل تھے برچھیوں کے آبدار کا سے تھے

(۲۴)

سلام اس کو، ستم کر کے جس کو لوٹ لیا
کیا گیا جو حزیں نحر آبِ تیغ پیا
سلام اسے جسے اہلِ قرا نے دفن کیا
سلام اس کو جسے ہر طرح سے رنج دیا
بدن سے جس کا سرِ پاک، یاس میں کاٹا
ستم سے جس کی رگِ جاں کو پیاس میں کاٹا

(۲۵)

سلام اس کو، رہا جب تک اس کے دم میں دم
سرِ حمایت اہلِ حرم رہا ہردم
نہ تھا معین کوئی، تھے عدوئے جاں اظلم
سلام اس کو، تصدق ہزار جان سے ہم
سلام اس کو جو آلودۂ غبار ہوئی
وہ ریش جو کہ لہو سے خضاب دار ہوئی

(۲۶)

سلام اس کو جو رخسار چومتے تھے رسولؐ
شگفتہ جن کے نظارے سے تھے علیؑ و بتولؑ
بھرے تھے خاکِ شفا میں وہ باغِ خلد کے پھول
سلام اس تنِ مجروح پر جو تھا مقبول
جس آئینے کو شقی پتھروں سے توڑ گئے
لباس لوٹ کے جس کو برہنہ چھوڑ گئے

(۲۷)

سلام آپ پر اے میرے سرپرست امام
سلام آپ کے بعد ان پر اے سپہر مقام
ملک جو پھرتے ہیں گردِ ضریحِ پاک مدام
رواق و صحن میں مامور تھے وہ صبح تا شام
زیارتِ شہِؑ عالی وقار کرتے ہیں
وہ حلقہ حلقہ طوافِ مزار کرتے ہیں

(۲۸)

سلام آپ پر اے سرورِ ملک سیرت
ہوا ہوں قصدِ زیارت سے حاضرِ خدمت
یہ ہے امید کہ ہوں رستگار اے حضرت
سلام آپ پر اس کے سلام کی صورت
جو عارف آپ کی حرمت کا ہے حقیقت میں
ازل کے روز سے مخلص بھی ہے ولایت میں

(۲۹)

خدا کے قرب کا رہتا ہے رات دن جویا
ذریعہ چاہتا ہے آپ کی محبت کا
عدو ہے آپ کے اعدا کا قید ہو کہ رہا
سلام اس کی طرح جو ہے اس قدر شیدا
ہمیشہ قلب و جگر داغدار رہتے ہیں
مصیبت آپ کی سنتا ہے اشک بہتے ہیں

(۳۰)

سلام، مثلِ سلامِ ملول و زار و حزیں
کہ ساتھ اے قمر آسمان وشمس زمیں
وہ کربلا میں جو ہوتا تو کوئی شبہ نہیں
بچاتا آپ کو تلواروں سے جو عریاں تھیں
ہجومِ لشکرِ کفار سے نہ ڈر جاتا
سمجھ کے موت کو لطفِ حیات مرجاتا

(۳۱)

جہاد رو بروئے شاہِ کربلا کرتا
خیالِ دفعِ لعینانِ پر دغا کرتا
مدد ہر ایک طرح صاحبِ وفا کرتا
کہ جان و مال کو اولاد کو فدا کرتا
محب تھا آپ کا، امر اہم ہیں سہل اس کے
برائے اہلِ شہِ دیں سپر ہیں اہل اس کے

(۳۲)

کلام خواہشِ تقدیر میں ہے کیا افسوس
ریاضِ دہر میں اس وقت میں نہ تھا افسوس
مدد سے آپ کی محروم رہ گیا افسوس
لڑے جو آپ سے، ان سے نہ کی وغا افسوس
تمام عمر یہ حسرت نہ دل سے جائے گی
مصیبت آپ کی ہر دم لہو رلائے گی

(۳۳)

رہوں گا شام و سحر اشکبار ماتم میں
کریں گے میری ثنا سوگوار ماتم میں
رہے گی سیرِ جہاں ناگوار ماتم میں
ستائیں گے مجھے بدعت شعار ماتم میں
بڑھیں گے غصہ وغم جورِ آسماں ہو کے
رہوں گا زیرِ زمیں حشر تک نہاں ہو کے

(۳۴)

گواہی اس کی میں دیتا ہوں یا امام حجاز
نہ پڑھ سکے گا کوئی آپ نے پڑھی وہ نماز
زکوٰۃ آپ نے دی، مستحق ہوئے ممتاز
کیا ہے خیر کا حکم اور شر سے رکھا باز
خدا گواہ کہ طاعت میں لاجواب ہیں آپ
نہ سرکشی ہوئی ذرہ، وہ آفتاب ہیں آپ

(۳۵)

چھٹی نہ دستِ تمسک سے لطفِ حق کی رسن
خدا کو آپ نے راضی کیا امامِ زمن
کیا ہے خوف اسی کا، گواہ ہیں دشمن
اسی کا آپ نے رکھا خیال، ہے روشن
نبیؐ کے دین نے کیا آب وتاب پائی ہے
عجب فساد کی آگ آپ نے بجھائی ہے

(۳۶)

خیال دعوت مردم سوئے مناہجِ حق
مطیعِ امرِ خدا ، راہ راست کی رونق
کیا جہاد وہ حقّا جو تھا جہاد کا حق
جنابِ احمدؐ مرسل کے پیروِ مطلق
علیؑ نے آپ سے جو کہہ دیا بجا لائے
وصیتِ حسنِ مجتبیٰؑ بجا لائے

(۳۷)

ستونِ دیں کو عروج آپ نے دیا بیشک
مٹائی سرکشوں کی سرکشی بجا بیشک
خطا کی دے گئے گمراہوں کو سزا بیشک
رہا پسند مسلمانوں کا بھلا بیشک
ریاضِ دہر میں بے ساز و برگ تھے حضرت
مگر شناورِ دریائے مرگ تھے حضرت

(۳۸)

کیا ہے فاسقوں کو منع فسق سے دائم
بدل خدا کی دلیلوں کے واسطے قائم
جہاں جہاں پئے اسلام و مسلمیں راحم
مدام حق کے مددگار خلق کے حاکم
میانِ عشقِ خدا آپ مرنے والے تھے
دمِ نزولِ بلا صبر کرنے والے تھے

(۳۹)

برائے دیں ہیں نگہباں امام دیں پرور
کیا ہے ناصیۂ دیں نے دفع فتنہ و شر
ہوئی ہے حفظِ مراتب میں ساری عمر بسر
کیا ہے عدل کو شایع امام بحر و بر
مثالِ آئینۂ دل کبھی نہ تھا ظاہر
مدد یہ آپ نے کی دین کو کیا ظاہر

(۴۰)

عوض لیا کئے ادنیٰ کا آپ اعلیٰ سے
کیا جو حکم برابر خیال ایذا سے
رہا مقابلۂ ناتواں توانا سے
عجب بہار یتیموں کی ذاتِ یکتا سے
تمام خلق کے حافظ حفاظتِ اسلام
کیا عزیز نے حضرت کو عزتِ اسلام

(۴۱)

جہاں میں صاحبِ بخشش تھے سید ذی جاہ
جد آپ کے ہیں پیمبرؐ، پدر ہیں شیرِ آلہ
جو ان کی راہ تھی، حقّا وہی ہے آپ کی راہ
وہی طریق، وہی بندگی، خدا آگاہ
بسانِ رنگ تھی خو بو حسنؑ کی حضرت میں
مشابہ اپنے برادر سے تھے وصیت میں

(۴۲)

وفائے عہد میں بے مثل و بے عدیل و نظیر
بہائے مجد و عطا محسنِ صغیر و کبیر
اندھیری راتوں میں بیدار، باپ کی تصویر
خضر برائے رہِ راست، صاحبِ توقیر
عظیم (و) سابق الاحسان و پاک گوہر ہیں
حسب میں بہتر و افضل، نسب میں برتر ہیں

(۴۳)

زہے بلند مراتب زہے بلند وقار
عجیب صاحبِ اوصاف بے قیاس و شمار
طبیعتوں میں ستودہ ، تفضلِ غفّار
عجب طرح کے سخی، دین والوں کے سردار
پئے امانت و توبہ وحید عالم میں
عجب طرح کے حلیم و رشید عالم میں

(۴۴)

عجب جواد، عجب عالم و علیم و شدید
زہے امام، زہے پیشوا ذبیح و شہید
بکا دمِ طلبِ مغفرت قبول و مفید
کمال دوست ، نہایت شفیق ، عبدِ وحید
پسر تھے آپ رسالت مآبؐ کی خاطر
سند تھے خلق میں ام الکتاب کی خاطر

(۴۵)

برائے امتِ جد بازوئے امامِ زماںؑ
ہمیشہ کوشش طاعات ، تابع فرماں
بسا حفاظتِ عہد و حفاظتِ پیماں
بدوں کی راہ کے تارک ، چراغِ راہِ جناں
فزوں رکوع میں خوفِ خدا سے نالے تھے
میانِ سجدۂ حق طول دینے والے تھے

(۴۶)

کنارہ کش تھے زمانے کے جاہ وحشمت سے
رہا کئے نگراں ، چشم اہلِ وحشت سے
پھرا رہا رخِ پاک اس کے حسن زینت سے
اداس جانتے تھے گھر کو دشتِ غربت سے
چمن کو سبزہ و شبنم کو خواب سمجھے تھے
ہر ایک پھول کو چشمِ پُر آب سمجھے تھے

(۴۷)

رہا نظارۂ دنیا ہمیشہ نا منظور
امورِ آخرت و حشر میں شہِؑ جمہور
کمالِ رغبت وخواہش ہے آپ کی مشہور
یہاں تک آہ کھلے دست ظلم و جبر وفتور
کسی نے جور وستم میں نہ کچھ کیا پردہ
ستم نے چہرے سے اپنے اٹھا دیا پردہ

(۴۸)

بس اپنے پیروں کی چاہی نہ گمرہی اس دم
کہ اپنے جد کے حرم میں تھے آپ محوِ حرم
ستمگروں سے بہت دور تھے شہِؑ عالم
اداس گوشہ گزیں اور غم و ملال سے خم
اکیلے منبر و محراب میں ٹہلتے تھے
خدا کے گھر سے نہ باہر کبھی نکلتے تھے

(۴۹)

کنارہ لذتِ دنیا سے خواہشوں سے عار
برا سمجھتے تھے ، افعال بد سے تھا انکار
خلاف بات سے دل بھی زبان بھی بیزار
جو حدِ طاقت و امکاں تھی اے شہِؑ ابرار
کچھ اس کے بعد ہوئی اور کیفت آقا
یہ مقتضی ہوئے بس علم و مصلحت آقا

(۵۰)

سر مقاتلہ تلوار سے ضرور ہوا
کلام سود ، زیاں کار سے ضرور ہوا
جہاد آپ کو کفار سے ضرور ہوا
سفر مدینہ کے گلزار سے ضرور ہوا
لحد سے آپ کی رخصت کو مصطفیؐ نکلے
وطن سے جب معِ اولاد و اقربا نکلے

(۵۱)

چلے رفیق بھی دینے کو جان آپ کے ساتھ
رہا سپاہِ نبیؐ کا نشان آپ کے ساتھ
صغیر ، پیر ، نمازی جوان آپ کے ساتھ
خدا نے ان کا لیا امتحان آپ کے ساتھ
لٹیں تو شاد ہوں کہتے تھے ، حوصلہ ایسا
خدا کی راہ میں نکلا نہ قافلہ ایسا

(۵۲)

کیا پھر آپ نے ظاہر حق اور حجتِ رب
سوائے دعوتِ وعظ اور کچھ نہ تھا مطلب
دیا یہ حکم کہ احکام حق ہوں برپا سب
جھکیں حضورِ خدا کفر و سرکشی ہے غضب
نہ ذہن میں سخنِ شاہ سینہ ریش آئے
ستم کیا کہ شقی دشمنی سے پیش آئے

(۵۳)

عجیب شان سے اے حجت خدائے انام
کیا جہاد ہوئیں ختم حجتیں جو تمام
شکستِ عہد سے بیعت سے وہ دیئے آلام
غضب میں لائے خدا و نبیؐ کو بد انجام
ہوا نہ تھا ستم ایسا کہیں خدائی میں
سبھوں نے آپ سے کی ابتدا لڑائی میں

(۵۴)

زہے حواس چمکتے تھے جابجا نیزے
سوار تانے ہوئے تھے دم وغا نیزے
ہجوم، آپ اکیلے، ہزار ہا نیزے
مگر نظر میں سماتے نہ تھے ذرا نیزے
نہ تھا ہراس نہ پیچھے قدم ہٹاتے تھے
مثالِ عقدہ کشا آگے بڑھتے جاتے تھے

(۵۵)

برائے قتل نئی صورتیں نکالی تھیں
نقابیں چہروں پہ اہلِ ستم نے ڈالی تھیں
تمام شامیوں نے ڈھالیں جو سنبھالیں تھیں
گھٹائیں چار طرف کربلا میں کالی تھیں
سوار آگے تھے رہواروں کو بڑھائے ہوئے
پیادے پیچھے تھے موزے سپہ چڑھائے ہوئے

(۵۶)

شقی تھے سینکڑوں بیدادگر ہزاروں تھے
شریر و سنگدل و بد گہر ہزاروں تھے
عدوئے جانِ شہِ بحر و بر ہزاروں تھے
اِدھر تھے جمع ہزاروں اُدھر ہزاروں تھے
جلو میں آپ کے اے شہسوار کوئی نہ تھا
سوائے رحمتِ پروردگار کوئی نہ تھا

(۵۷)

وفورِ گرد میں ہنگامِ کارزار گئے
علم کئے ہوئے حیدرؑ کی ذوالفقار گئے
علیؑ کی شکل سے چمکا کے راہوار گئے
میانِ قلبِ سپاہِ سیاہ کار گئے
چراغ جوہرِ شمشیر تھے اندھیرے میں
بلند نعرۂ تکبیر تھے اندھیرے میں

(۵۸)

کھنچی تھیں سینکڑوں وقتِ جدال تلواریں
نہ آپ روکتے تھے لے کے ڈھال، تلواریں
خجل تھیں آپ کے منہ سے کمال تلواریں
جھکی ہوئی تھیں بسان ہلال تلواریں
علم کئے ہوئے تیغوں کو گرد فوجیں تھیں
مگر بلند محیطِ ستم کی فوجیں تھیں

(۵۹)

سموں سے گھوڑوں کے سبزہ پسا حنا کی طرح
زمین آگئی گردش میں آسیا کی طرح
غبار چھا گئے چاروں طرف گھٹا کی طرح
فلک پر اڑ رہی تھی خاک، کربلا کی طرح
میانِ شمس نشاں سجدہ گہہ کے سارے تھے
مثالِ صرّۂ خاکِ شفا ستارے تھے

(۶۰)

تمام دشمنِ حق چن کے آپ نے مارے
لہو کے چاروں طرف چل رہے تھے فوارے
درخت خون سے تر، لال جانور سارے
اڑے جو ذرّے شفق میں چمک گئے تارے
حضور ، قلبِ سپاہِ یزید میں پہنچے
ابوتراب غبارِ شدید میں پہنچے

(۶۱)

گئے غبار میں آپ آفتاب کی صورت
پئے جہاد بڑھے بوتراب کی صورت
نقاب سے ہوئی ظاہر جناب کی صورت
بدل گئی سپہِ بے حجاب کی صورت
علیؑ کی سیف سوئے غرب و شرق چمکا کی
ٹھہر ٹھہر کے اندھیرے میں برق چمکا کی

(۶۲)

صفوں سے رن میں کھنچا کوہسار کا نقشہ
خجل ہو صاعقہ ، وہ ذوالفقار کا نقشہ
جھکا یہ تھا فلکِ کج مدار کا نقشہ
فرشتے دیکھتے تھے کار زار کا نقشہ
پکارتی تھی قیامت رن آج پڑتے ہیں
حسینؑ ابنِ علیؑ کربلا میں لڑتے ہیں

(۶۳)

خدا کی راہ میں کس کرّ وفر سے آپ لڑے
گئے ادھر سے تو افواجِ شر سے آپ لڑے
پھرے اٹھا کے جو لاشہ ادھر سے آپ لڑے
ہوا زوال، یہاں تک سحر سے آپ لڑے
عرب نظارۂ حسنِ جہاد کرتے تھے
جہادِ حیدرِ کرّار یاد کرتے تھے

(۶۴)

غمِ پسر میں سنبھالے ہوئے جگر پایا
فرات پر کبھی تھامے ہوئے کمر پایا
مگر جدال میں شیرانہ حملہ ور پایا
سبھوں نے آپ کو بےخوف و بےخطر پایا
جب آستینیں غم و رنج و یاس میں الٹیں
ادھر ادھر کی صفیں بھوک پیاس میں الٹیں

(۶۵)

پناہ مانگ رہے تھے پہاڑ بھی بن بھی
وہ لاکھوں تیغوں کی جھنکار بھی وہ سن سن بھی
امان امان بھی تھی یا صدائے آہن بھی
نہ تھی زبان مگر بولنے لگا رن بھی
کس اختیار پہ اللہ جبر فرمایا
مَلَک ہوئے متعجب وہ صبر فرمایا

(۶۶)

فریب و مکر سے پیش آئے ظلم کے بانی
دیا نہ آپ کو نہرِ فرات سے پانی
فگار ناوکِ ظلم وستم سے پیشانی
لہو کے رنگ سے طوسی قبا تھی رمّانی
دمِ جہاد ہوئے آپ جس قدر زخمی
نہیں ہوا کوئی دنیا میں اس قدر زخمی

(۶۷)

رخِ امام زمن سے لہو ٹپکتا تھا
گلے سے ، خشک دہن سے لہو ٹپکتا تھا
جھکے تھے درد و محن سے ، لہو ٹپکتا تھا
ہر ایک زخمِ بدن سے لہو ٹپکتا تھا
اگر نہ روکنے کو ناوکِ اجل آتے
دل و جگر کے جو ٹکڑے تھے سب نکل آتے

(۶۸)

ہوئے تھے اس لئے کفار بیچ میں حائل
کہ جاسکیں نہ کسی سمت سرورِ عادل
خدا کی شان، یہ تسلیم، یہ رضا، یہ دل
تحمل ایسے مقامات میں ہے بس مشکل
نہ حفظ جاں دمِ جنگ و جدال فرمائی
مگر حفاظتِ اہلِ و عیال فرمائی

(۶۹)

ہزاروں تیر تھے ماتھے سے تا کمر افسوس
کھلے تھے پہلوؤں کے زخم اس قدر افسوس
ادھر سے آئے نظر تھے جو لوگ ادھر افسوس
گرایا آپ کو گھوڑے سے خاک پر افسوس
خدا کے عرش کا تلواروں میں ستارہ تھا
عمامۂ سرِ پُرنور پارہ پارہ تھا

(۷۰)

خموش بیٹھے ہوئے آپ، ٹکڑے ٹکڑے بدن
وہ دونوں ہاتھوں کو ٹیکے ہوئے، وہ خم گردن
قبا کے پھیلے ہوئے گرم ریت پر دامن
ہزاروں پڑتی تھیں تلواریں گرد تھے دشمن
یہ کون ہیں نہ سواروں نے کچھ خیال کیا
سموں سے آپ کو گھوڑوں نے پائمال کیا

(۷۱)

جھکے تھے آپ کے سر کی طرف کو سب جلاد
دھرے تھے پہلوؤں پر نیزے بانیٔ بیداد
ملے تھے حلق سے گردن سے خنجرِ فولاد
ادھر تھی آپ کے اہل و عیال کی فریاد
عجیب حال میں تھے کوئی بس نہ چلتا تھا
نگاہ تھی طرفِ خیمہ دم نکلتا تھا

(۷۲)

بھری تھی کان میں بچوں کی، بیبیوں کی فغاں
پکارتے تھے وہاں اہلِ بیتؑ شاہِ زماں
نہ طاقت اور نہ مہلت جواب کی تھی یہاں
غش آرہے تھے تڑپتے تھے زیرِ تیغ وسناں
تسلی آپ انھیں جا کے دے نہ سکتے تھے
خبر عیال کی اس وقت لے نہ سکتے تھے

(۷۳)

کراہے کروٹیں لے لے کے، کچھ نہ فرمایا
یہ ہاتھ آپ نے کھینچا وہ ہاتھ پھیلایا
کسی کو نزع میں بھی آپ پر نہ رحم آیا
نہ حلق خشک میں پانی ذرا سا ٹپکایا
شفق تھی خون کی جس پر وہ چاند سینہ تھا
جبیں کے آئینہ پر موت کا پسینہ تھا

(۷۴)

اسی خیال میں پھر پھر کے دیکھتے تھے ادھر
محل سے تو ابھی نکلا نہیں کوئی باہر
قلق سے آپ کے گھوڑے کو تھی نہ اپنی خبر
بچایا آپ کو جھک جھک کے اس نے شکلِ سپر
برائے ذبح جو ہر ایک بد شعار چلا
رہی نہ تاب سوئے خیمہ راہوار چلا

(۷۵)

پڑی تھی سینکڑوں تلواریں سینکڑوں بھالے
قدم قدم تھے لہو کے زمین پر تھالے
کٹی تھی یال، تھے چہرے کے زخم بھی آلے
سروں کو پیٹ کے چلائے دیکھنے والے
رسولؐ قتل ہوئے کیا جو خاک اڑاتا ہے
لہو ملے ہوئے منہ پر براق آتا ہے

(۷۶)

بکا و ہمہمہ کرتا ہوا قریب آیا
سبھوں نے زین کو پیچیدہ پشت پر پایا
کہا اتار کے، کس نے سحابِ غم چھایا
جہاں سے والی ووارث نے کوچ فرمایا
سیاہ چادرا اوڑھے ہوئے فغاں نکلیں
محل سے خاک بسر شاہزادیاں نکلیں

(۷۷)

پکارتی ہوئیں فریادِ یا الٰہ چلیں
سروں کو کھولے ہوئے شکلِ دادخواہ چلیں
لگائے سینے سے بچوں کو آہ آہ چلیں
یہ نوحہ پڑھتی ہوئی سوئے قتل گاہ چلیں
پڑے ہیں خاک پہ افسوس اشقیا میں حسینؑ
شہید ہوگئے صحرائے کربلا میں حسینؑ

(۷۸)

زمین زرد تھی اس وقت حشر برپا تھا
گہن کے طور سے کچھ دھوپ کچھ اندھیرا تھا
کھڑی تھیں بیبیاں مضطر ہجومِ اعدا تھا
دبائے آپ کے سینے کو شمر بیٹھا تھا
شعاعِ نیّرِ اعظم شقی کے ہاتھ میں تھی
کہ ریش قبلۂ عالم شقی کے ہاتھ میں تھی

(۷۹)

ملائے حلق سے تھا بانیٔ ستم شمشیر
بنی تھی جادۂ ویرانۂ عدم شمشیر
قریب شہ رگِ گردن سے تھی وہ دم شمشیر
گلے پر آپ کے پھرتی تھی دم بہ دم شمشیر
نہ تھے حواس میں حضرت نہ دم ٹھہرتا تھا
پھری تھیں آپ کی آنکھیں وہ ذبح کرتا تھا

(۸۰)

سنبھالا کس نے تہہ خنجر آپ کے سر کو
کیا گلے کے لہو سے تر آپ کے سر کو
لگائے ظالموں نے پتھر آپ کے سر کو
چڑھایا کاٹ کے نیزے پر آپ کے سر کو
ملے جو خاک میں رتبے بلند پائے تھے
خدا کی راہ میں سر سے ستم اٹھائے تھے

(۸۱)

ادھر کٹا سرِ مقبول ایزدِ باری
وہاں سے دوڑے ادھر لوٹنے کو سب ناری
جلایا سیدِ عالم کا خیمہ زنگاری
ردائیں آلِ محمدؐ کی چھین لیں ساری
غضب ہے قیدیوں کی شکل سے حقیر ہوئے
حضور کے حرمِ محترم اسیر ہوئے

(۸۲)

ستمگروں نے ستم رن میں بیشمار کیا
ملک نے جن کی اطاعت پہ افتخار کیا
برہنہ اونٹوں پہ افسوس انھیں سوار کیا
ستم سے بیڑیاں پہنائیں اشکبار کیا
رسن سے شانۂ ناموس ایک جا باندھے
سبھوں کے گردنوں سے ہاتھ بے خطا باندھے

(۸۳)

کشاں کشاں، کئے طے کوہ ودشت کے دامن
جلائے گرمیِ خورشید نے رخِ روشن
پھٹے ہوئے تھے گلوں میں سیاہ پیراہن
غبار گیسوؤں پر، منہ سفید، خشک دہن
چبھوئیں نیزوں کی نوکیں شقی ستائے گئے
اسی طریق سے بازاروں میں پھرائے گئے

(۸۴)

رہیں عذابِ خدا میں ستم شعار تمام
مٹائی قتل سے حضرت کے، صورت اسلام
کیا صلوٰۃ کو بیکار ، صوم کو گمنام
ہوئی کتابِ خدا ترک، اس میں کیا ہے کلام
گرایا ظلم سے ارکانِ دین و ایماں کو
بگاڑا صورتِ آیاتِ پاکِ قرآں کو

(۸۵)

ہوا حق آپ کے مغلوب ہونے سے مغلوب
جہاں میں آپ کے بعد اے امام خوش اسلوب
ہوا تغیرِ احکام حق بہت مرغوب
فساد، زندقہ و کفر کو نہ تھا معیوب
رسولؐ پاک نے کی صبح یاس وحسرت میں
بہت اداس ہوئے آپ کی شہادت میں

(۸۶)

خبر دہندہ سنبھالے ہوئے جگر آیا
میانِ روضۂ پاکِ رسولؐ در آیا
حضورؐ مرقدِ پُر نور نوحہ گر آیا
عمامہ ہاتھ میں لے کے برہنہ سر آیا
زیادہ آنسوؤں کی دم بہ دم روانی تھی
رسولؐ کو خبرِ جاں گزا سنانی تھی

(۸۷)

کہا مجاہدِ راہِ خدا شہید ہوا
جوان راہنما ، پیشوا شہید ہوا
نواسا آپ کا یا مصطفیٰؐ شہید ہوا
غریب ، خامسِ آلِ عبا شہید ہوا
علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین کو مارا
رلا رلا کے سبھوں نے حسینؑ کو مارا

(۸۸)

بھرا گھر آپ کا اے بادشاہ لوٹ لیا
امامؑ زادیوں کو بے گناہ لوٹ لیا
کیا مدینہ کو بالکل تباہ لوٹ لیا
پھرایا بلوے میں سر ننگے آہ لوٹ لیا
مصیبت آپ کے ناموس پر تمام ہوئی
بلا کی صبح ، ستم کی ہر ایک شام ہوئی

(۸۹)

ہزار حیف صد افسوس اے خدا کے حبیبؐ
بلائیں آپ کے بعد آئیں کچھ عجیب عجیب
لٹی سب آپ کی اولاد سب عزیز وقریب
کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ ہیں یہ کون غریب
دلِ ملول کو صدمہ ہوا بہت روئے
تڑپ تڑپ کے رسولِؐ خدا بہت روئے

(۹۰)

دیا تمام فرشتوں نے آپ کا پرسا
پیمبروں نے بھی کی ، رسم تعزیت کی ادا
بڑھیں سبھوں سے مصیبت میں فاطمہ زہراؑ
حقیقتاً ہے عزادار کون ان سے سوا
علیؑ کے ساتھ ملک روئے بے قرار ہوئے
شریکِ ماتمِ شاہِؑ فلک وقار ہوئے

(۹۱)

ہوئے مصیبت و ماتم کے عرش تک ساماں
وہ آسماں کی بکا اہلِ آسماں کی فغاں
تمام حوریں ہوئیں منہ کو پیٹ کر گریاں
جناں بھی روئی، بہت روئے خازنانِ جناں
قلق سے رعد بھی چلائے ، بجلیاں تڑپیں
کیا بحار نے ماتم کہ مچھلیاں تڑپیں

(۹۲)

سبھی ملول تھے کعبہ، مقامِ ابراہیمؑ
ہوا ، نشیب و فرازِ زمیں ، جبالِ عظیم
ہم آبِ زمزم، وہم منبر رسولِ کریمؑ
بزرگ و پاک محل ،مشعر حرام وحطیم
مکیں تمام فلک منزلت ، مکانِ بلند
ستار ہائے درخشاں و آسمان بلند

(۹۳)

ہمیشہ آپ کا قاتل ہو موردِ لعنت
خدا کی لعن ہو اس پر یہ جس نے کی بدعت
اتارے تن سے سلاح ولباس اے حضرت
کیا پھر آپ کو معزول ، پہلے کی بیعت
کرے خدائے جہاں لعنت اس بدآئیں پر
سبب سے جس کے چڑھائی ہوئی شہؑ دیں پر

(۹۴)

برأت اپنے خدا سے ہے مجھ کو مدِ نظر
عدو سے آپ کے بیزار ہوں میں شام وسحر
اسی کا واسطہ یا رب یہ ہے مکاں برتر
درود بھیج تو یٰسین و آلِ یٰسیں پر
انھیں کا ساتھ ہو ہنگامۂ قیامت میں
ملے انھیں کی شفاعت سے دخل جنت میں

(۹۵)

تجھی سے ہوں متوسل کہ حق تعالیٰ ہے
حساب سب سے بہت جلد لینے والا ہے
کریم تر ہے ، کریموں کو تو نے پالا ہے
فدائے حکم ، کہ سب حاکموں سے بالا ہے
چہاردہ جو محمدؐ سے تا محمدؐ ہیں
برآئیں ان کے ذریعہ سے جتنے مقصد ہیں

(۹۶)

ملے امان کہ دل مطمئن ہو روزِ جزا
مجھے حصولِ مطالب سے شادماں فرمان
لکھ اہلِ دیں میں ، جگہ صالحین میں ہو عطا
زبانِ صدق مدد ، وقتِ بدعتِ اعدا
فریبِ حاسد و مکار سے بچا مجھ کو
جفائے دستِ ستمگار سے بچا مجھ کو

(۹۷)

قسم ہے تجھ کو ، برائے پیمبرؐ معصوم
قسم تجھے اسی مرقد کی خالقِ قیوم!
کہ جس کی گود میں ہے پیکرِ شہؑ مظلوم
شہیدِ ظلم و ستم ، شاہِ بیکس و مغموم
نجات شر سے ملے اور ہوں رہا غم سے
پناہ مالکِ کونین دے جہنم سے

(۹۸)

ملے عروج ، ترقی ہو تیری الفت میں
چھپا لے دامنِ الطاف وجود و رحمت میں
کریم، طول عطا ہو اجل کی مدت میں
رہیں نہ خارِ مرض ، بوستانِ صحت میں
محیط رحم در اشکِ ملول ہوجائے
دعا قبول ہو ، تو بہ قبول ہوجائے

(۹۹)

خدائے پاک ، یہ ہے مشہدِ بزرگ یہاں
گناہ بخش دے میرے ، عیوب ہوں پنہاں
ملال دور ہوں بالکل ، خدائے کون ومکاں
ہلاک اہلِ حسد ہوں ، خراب دشمنِ جاں
یہی سوال ہے ، دے صبر کی صفت مالک!
عطا ہو خوبیِ دنیا و آخرت مالک!

(۱۰۰)

بنا دے فضل و کرم سے بہشت کو مسکن
جہاں میں صاحبِ ایماں ہیں جتنے مرد و زن
سبھوں کو بخش دے اے خالقِ زمین و زمن
کسی کو وسعتِ رحمت میں کیا مجالِ سخن
غضب کا دخل نہیں تجھ سے ڈرنے والوں میں
بڑا رحیم ہے تو رحم کرنے والوں میں

(۱۰۱)

کیا جو نظم یہ اے صاحبِ زماں آقا
مجھے تھی اتنی لیاقت بھلا کہاں آقا
غلام آپ کے جد کا ہے مدح خواں آقا
امید آپ سے ہے شاہِ انس و جاں آقا
ہوئی جو ہوں گی خطائیں حضور بخشیں گے
قصورِ عشقؔ سراپا قصور، بخشیں گے

رباعی

ہے گو کہ حقیقت میں شہادت نامہ
پر میرے لئے ہے یہ شفاعت نامہ
فرمائیں گے شبیرؑ کہ نامی زائر
ہے مرثیۂ عشقؔ زیارت نامہ

میر عشقؔ

(ماخوذ از کتاب ''زیارت ناحیہ'' مرتبہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب، پاکستان)

(صفحہ نمبر ۱۲/ کا بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔نگارشات)

پھر اب تو نوحوں میں فضائل اور مناقب بھی نظم ہونے لگے ہیں اور کتنا غیر مناسب ہے یہ طریقہ کہ ان نوحوں کے پڑھنے میں سینوں پر ہاتھ بھی پڑ جاتے ہیں۔ بتایئے غیر ہنسیں گے نہیں تو کیا روئیں گے؟ جب وہ دیکھیں گے کہ آپ کی زبان پر مرحب و عنتر کے قتل یا خیبر کے فتح کا تذکرہ ہے اور سینوں پر ہاتھ ہیں۔ گویا آپ سینہ کوبی کر رہے ہیں اس بات پر کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مرحب کو قتل کر دیا یا در خیبر کو اکھاڑ لیا۔

غنیمت ہے کہ اب اس سلسلہ میں صحیح قدم اٹھنے لگے ہیں اور شاعر اہلبیت نجم آفندی اور حسینی شاعر فضل لکھنوی کے نوحے پسندیدہ مثالیں سامنے لا رہے ہیں۔

(ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ محرم و صفر المظفر ۱۳۶۳ھ/ جنوری و فروری ۱۹۴۴ء)

قطعہ

ہوسِ اقتدار نے مارا
شہرتِ مستعار نے مارا
زندگی نظم و اتحاد میں تھی
قوم کو انتشار نے مارا

سید نواب افسر لکھنوی